بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

جو علما مس فاطمہ جناح کی حمایت کر رہے ہیں اب انھوں نے کہنا شروع کیا ہے کہ عام حالات میں تو عورت بیشک کسی اسلامی مملکت کی سربراہ نہیں ہوسکتی، لیکن اُس وقت جب کہ اسلام کو خطرہ ہو اور ایک عورت کے ذریعہ اسے بچایا جاسکتا ہو تو اب عورت کو سربراہ مملکت بنانا جائز ہے، گذارش یہ ہے کہ یہ صورت امر جنسی کی ہے اور امر جنسی کی حالت میں عورت کو سربراہ بنانا ہی نہیں بلکہ اور بھی بعض شرعی ممنوعات مثلاً اعضائے ستر کا کشف، شراب کا استعمال، اکل خنزیر وغیرہ سب چیزیں جائز ہوجاتی ہیں، اور جائز نہیں بلکہ بعض اوقات واجب اور فرض ہوجاتی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان میں یہ امر جنسی پیدا ہوگئی ہے؟ اگر درحقیقت موجودہ حکومت نے جیسا کہ بڑے زور شور سے کہا جارہا ہے، اسلام کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا اور گویا کمال اتاترک کی روح نے صدر ایوب خان کے روپ میں دوبارہ جنم لیا ہے تو یقیناً پاکستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے دل میں اُس کا درد اور صدر ایوب کے خلاف سخت غم و غصہ اور نفرت و بیزاری کا جذبہ ہونا چاہیے اور اب ہونا یہ چاہیے تھا کہ ایک عمر رسیدہ خاتون جس نے اپنی زندگی میں اسلام کے ساتھ وابستگی اور اس کی روایات کے احترام کی کوئی شان دار مثال کبھی قائم نہیں کی اُس کا سہارا لینے کے بجائے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو صدارت کے لئے کھڑا کیا جاتا جو ملک میں اسلام کے سب سے بڑے چیمپین اور اُس کے داعی ہیں، اچھا! مولانا نہ سہی! اتنے بڑے ملک میں ایک مرد بھی ایسا نہیں ملا جو صدر ایوب خان ایسے اسلام شکن کے مقابلہ میں آسکتا، حالانکہ جب معاملہ اس درجہ سنگین اور سخت تھا اور ملک کے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی حمایت کے جذبہ سے موصوف سے اس قدر بیزار اور نفور تھی تو ایک مولانا مودودی کیا ایک معمولی حیثیت کا مسلمان بھی انہیں آسانی سے شکست دے سکتا تھا، لیکن اگر ایسا نہیں ہوا تو اب اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ یا تو سرے سے

یہ کہنا ہی غلط ہے کہ وہاں اسلام کو خطرہ ہے، اور یا اگر واقعی خطرہ ہے تو اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھتی، اور صدر ایوب خان کی اسلام شکن حرکات و اقدامات کا انہیں کوئی رنج اور صدمہ نہیں ہے، یہ دوسری بات حد درجہ بعید از قیاس ہے اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کو خطرہ ہرگز نہیں ہے اور اس بنا پر یہ کہنا کہ امر جنسی کی صورت پیدا ہوگئی ہے بالکل غلط ہے، بلکہ اصلی اور سچی بات یہ ہے کہ صدر ایوب خان نے جن جماعتوں، پارٹیوں اور جن افراد و اشخاص کو ناراض کر کے ملک میں استحکام پیدا کیا اور اسے آگے بڑھایا ہے انھوں نے موجودہ حکومت سے گلو خلاصی کے لئے قائدِ اعظم کی بہن کا سہارا لیا ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح کی جو تقریریں اور بیانات ہماری نظر سے گذرے ہیں اُن میں موصوفہ نے کہیں اسلام کا نام نہیں لیا، اور کہا تو بس یہ کہ پاکستان میں جمہوریت کو پامال کر دیا گیا ہے اور وہ اس کو بحال کرنے کی غرض سے میدان میں اتری ہیں، اور لطف یہ ہے کہ اُن کے حامی علماء نے بھی موصوفہ کے سر سے سر ملا کر وہی ایک آگ الاپنا شروع کر دیا ہے، حالانکہ سچی اور صاف بات یہ ہے کہ اسلام بے شبہ حقوقِ انسانی میں مساوات اور عوامی فلاح و بہبود کا سب سے بڑا حامی اور علمبردار ہے لیکن چونکہ وہ جذبات اور نعروں کا کبھی شکار نہیں ہوتا اور ہر چیز کو حقیقت پسندی کی نظر سے دیکھتا اور جانچتا ہے اس لئے جہاں تک حکومت اور ملک کے نظم و نسق کا تعلق ہے اس میں وہ عالم اور عامی کے درمیان فرق کرتا ہے، چنانچہ قرآن میں ہے، هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ - اس لئے جب تک پورا معاشرہ علم کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے ملکی اور قومی مسائل پر سنجیدگی اور ایمان داری سے غور کرنے کے قابل نہیں بن جاتا اسلام ہر شخص کو حکومت کے معاملات میں دخل دینے اور اس کو بنانے یا بگاڑنے کا حق نہیں دے سکتا، قطعِ نظر اس سے کہ ووٹ دینے والے کس قسم کے لوگ ہیں، محض ووٹوں کی اکثریت پر کسی فیصلہ کا دارومدار رکھنا اسلام کے فلسفۂ سیاسیات میں معاشرہ کے ساتھ انصاف نہیں ناانصافی ہے اور ایک ماہرِ فن ڈاکٹر اور عطائی کو ایک ہی درجہ میں رکھنے کے برابر ہے، جس کا نتیجہ مریض کی ہلاکت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے اس بنا پر سخت حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ علماء کا ایک طبقہ بھی وقت کے ان چلے ہوئے نعروں کے فریب کا شکار ہو گیا، جن کا عنوان اگرچہ بڑا دل کش ہے لیکن اس کا کامیاب عملی تجربہ عہدِ حاضر میں برطانیہ کے سوا اور کسی ملک میں اب تک نہیں ہو سکا ہے اور وہاں بھی اُس کی کامیابی کی وجہ عوام کا تعلیم یافتہ، اور اپنے مسائل و